مرثیہ

کہا اساڑھ نے یوں جیٹھ کے مہینے سے
کیا ہے بادیہ پیما فلک نے کینے سے
جو چارپایہ ہے جنگل میں ہپ ہپاتا ہے
گھر ان دنوں کوئی چیونٹی سے بھی چھپاتا ہے
مثال آگ کے تپتا ہے کوہ اور ہامون
سوار گھوڑے پہ باچند کس دلِ محزون
کجاوے اہلِ حرم کے لگے ہوئے دنبال
نڈھال شدتِ گرما سے اُن میں وہ اطفال
غبار راہ سے چہرہ تمام گرد آلود
ہوا ہے سوچ میں دونوں جہاں کا وہ مسجود
تمام روز ہے اُس پر تمازتِ خورشید
جہاں ہو شام تو منزل کی پھر نہیں ہے قید
غرض میں کیا کہوں اس خشکل سے شہِ مظلوم
وہ رو رو رواں گیا آخر جہاں رہا محروم
ادائے شکر کیا جب وہ کربلا پہنچا
میں اور وقتِ مرایاں برابر آ پہنچا
ندان گذرے جب اُس بادیہ میں دن دوچار
طبیب سے مرے پوچھو کہ ہے یہ کیا آزار

طپش یہ پوچھ نبی کے سرورِ سینے سے
جسے نکال کے اس دھوپ میں مدینے سے
پکھیرو پاتوں میں روکھوں کے مُنھ چھپاتا ہے
ہوا ہے کیا یہ عمل سرزد اس کمینے سے
زیادہ آنچ سے ہے گرم ان دنوں کی لو
چلا وہ جاتا ہے مُنھ پہ پونچھتا پسینے سے
مخدّرات سراسیمہ اور پریشاں حال
کہ دل جنھوں کے ہیں نازک تر آبگینے سے
شعاعِ مہر سے سانولا کے ہوگیا ہے کبود
نراس جلے ہے چھوٹی بڑے کے جینے سے
جو چاہے چھاؤں میں ٹھہرے تو روکے سیّد تا
سحر اُسے وہیں ہو جائے ہے شبینے سے
کرے تھا قطع منازل کٹانے کو حلقوم
تن اُس غریب کا چالیس دن دفینے سے
کہ امرِ حق کا وہ لینے کو پیشوا پہنچا
کہے یہ جا کوئی ہر ساکنِ مدینے سے
لگا ہر ایک سے یوں کہنے عابدینِ بیمار
کہ اِس ہوا میں کیا منع پانی پینے سے

www.emarsiya.com

خدا کے واسطے گرمی یہ ٹک کرو تو قیاس
جیوں گا کیونکہ بجھے گی اگر نہ میری پیاس
یہ بات سن کے شہِ کربلا نے جاکر پاس
کہا اُس اپنے جگر گوشۂ نزینے سے
طبیب کا سخن اس امر بیچ واہی ہے
ہماری پیاس میں کچھ حکمتِ الٰہی ہے
تڑپ تڑپ ہمیں مرنے میں بادشاہی ہے
سوائے مرضیٔ حق پانی پی کے جینے سے
جو سمجھوں ہیں کہ ملے آب یاں دئے سے زر
تو پاس پردگیاں حرم کے ہے زیور
ولے عدو عوض آب چاہتے ہیں سر
غرض نہ مال سے بالفعل نے خزینے سے
نکال ہاتھ سے انگشتری کو پھر شہِ دیں
لگے یہ کہنے اُسے دے کے عابدیں کے تئیں
اسے دہن میں رکھ اپنے خدا پہ کرکے یقیں
بجھے گی پیاس تری اس کے اب نگینے سے
لکھے ہے آگے یہ راوی کہ شاہ دیں نے پیام
دیا بجانبِ سر گروہانِ لشکر شام
غرض تو مجھ سے ہے تم کو نہیں کسو سے کام
رکھو نہ تشنہ لب اوروں کو میرے کینے سے
قصاص میری عداوت کا اور کچھ لیجو
عوض اس آب کے کل تم مرا لہو پیجو
بخارِ دل جو ہیں میداں میں دور کر لیجو
مآلِ کار تمھیں کیا ہے پانی پینے سے
مخالفوں نے دیا سن کے عابدیں کو جواب
سبب عطش کا جو کیسا ہے تم پہ ہو تب و تاب
اور اپنے قبضے میں ہووے اگر جہاں کا آب
رکھیں گے باز تجھے ایک قطرہ پینے سے
عبث کرے ہے تو پانی کے واسطے منت
بغیر اس کے تو ہرگز بندھے نہ یہ صورت
اگر یوں ہی نہ چلے شام کرنے کو بیعت
کہ جس طرح سے تو آیا ہے یاں مدینے سے
خبر یہ سن کے لعینوں سے شاہ خلق پناہ
خموش ہو رہے کر آسمان کی سمت نگاہ
اجل کو اپنی جو کچھ خویش و قوم تھے ہمراہ
وہیں سمجھ گئے اس بات کے قرینے سے
اب آگے کیا ہی کہوں اُس میں آہ واویلا
سوائے عابد بیمار جتنے تھے ہمراہ
برائے آب بدریائے خوں کمیت از شاہ
ہر ایک کود پڑا پر سے بحر کے سفینے سے

www.emarsiya.com

خبر ہے یوں وہ لعیں بعد قتل آں سرور
بسوئے شام چلے رکھ کے سر کو نیزے پر

زمیں پہ ڈال گئے دھوپ میں تنِ بے سر
دیا کفن نہ اُسے چار گز نہ گزینے سے

علی نے سجدہ میں لوہو سر اپنے کا چاٹا
حسن کا ریزۂ الماس سے جگر پھاٹا

حسین تشنہ دہاں کا گلے لہو چاٹا
چڑھا ہے نیزے پہ سر اس ستم کے زینے سے

جفا جو گذری ہے آگے سو اب کہوں کس سے
خموشی خوب ہے اظہار کرنے سے اس کے

پڑا وہ سوکھے ہے عُریان دھوپ میں جس کے
خوشی تھی فاطمہ کو پیرہن کے سینے سے

فلک نے کرتے تو کی سوّدا اگرچہ یہ بیداد
پہ اُس گلے پہ چلا جب سے خنجرِ فولاد

سمجھ نہ مہر کو بالائے چرخ بد بنیاد
پہ رہ گیا ہے ٹھٹھک ہاتھ مار سینے سے

شہا تو دے مجھے توفیق گریہ و زاری
اور اُس کے ساتھ کسی مملکت کی سرداری

کیا کروں میں ترے تعزیئے کی تیاری
ہمیشہ آگے محرم کے اِک مہینے سے

www.emarsiya.com